وسطی ایشیا کی سلاف آبادی

[سابق سوویت یونین کی تین جمہورتیں — روس، یوکرین اور بیلا روس — جن قومیتوں کے ناموں سے موسوم ہیں، ان کا تعلق سلاف نسل سے ہے۔ ان ریاستوں کی زبان، مذہب، تاریخ اور طرزِ زندگی میں مماثلت اور اشتراک پایا جاتا ہے۔ روس (رشین فیڈریشن) کے سلاف اپنے آپ کو یوکرین اور بیلاروس کے سلافوں سے ممتاز خیال کرتے ہیں۔ جناب آباد شاہ پوری کی تحقیق کے مطابق[۲]

یہ لوگ تاریخ کے افق پر پہلی بار تیسری صدی عیسوی میں نظر آتے ہیں۔ اُس وقت یہ دریائے دنیپر کے ساتھ ساتھ موجودہ یورپی روس کے وسطی غربی علاقے میں آباد تھے، لیکن اُس دور کے شب و روز کی تصویر علاقے کے موسم کی طرح نیم واضح سی نظر آتی ہے۔ تاہم جدید مؤرخین روسیوں کی تاریخ کا آغاز اسی زمانے سے کرتے ہیں۔

یوکرین، بیلاروس اور روس کی آبادیاں ایک ہی نسل سے تعلق رکھنے کے باوجود جداگانہ شناخت کی حامل ہیں اور علاقائی قومیت پرستی نے اتنی قوت حاصل کرلی ہے کہ ان کے درمیان ٹکراؤ اور تصادم کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ یوکرین اور روس کے درمیان اختلافات آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں۔

سوویت عہد میں روسیوں کو "بڑے بھائی" کی حیثیت حاصل رہی ہے اور تمام سوویت جمہوریتوں میں روسی اقلیت کا وجود تھا۔ وسطی ایشیا کی نوآزاد مسلم ریاستوں میں "اکثریتی قومیّت" اور "روسی قومیّت" کی صورتِ حال مندرجہ ذیل جدول سے واضح ہے۔

جمہوریہ	کل آبادی	اکثریتی قومیّت	روسی اقلیّت
آذربائی جان	۷۱ لاکھ	۷۸٫۱ فیصد آذری	۷٫۹ فیصد
ازبکستان	۲ کروڑ ۳ لاکھ	۶۸٫۷ فیصد ازبک	۱۰٫۸ فیصد
تاجکستان	۵۱ لاکھ	۵۸٫۸ فیصد تاجک	۱۰٫۴ فیصد
ترکمنستان	۳۶ لاکھ	۶۸٫۴ فیصد ترکمن	۱۲ فیصد
قازقستان	ایک کروڑ ۶۷ لاکھ	۴۲٫۰ فیصد قازق	۳۸ فیصد
کرغیزستان	۴۴ لاکھ	۵۲٫۴ فیصد کرغیز	۲۱٫۵ فیصد

سوویت عہد میں روسی یا سلاف آبادی مراعات یافتہ اور خوشحال طبقے میں شمار ہوتی تھی مگر بڑھتے

ہوئے قوم پرستانہ جذبات کے تحت سلاف آبادی "خدشات" کا شکار ہونے لگی ہے۔ اب یہ آبادی اپنا مستقبل محفوظ نہ خیال کرتے ہوئے وسطی ایشیا سے نقلِ مکانی کر رہی ہے۔

ماسکو کے اخبار Nezavisimaya Gazeta میں وسطی ایشیا میں سلاف آبادی کی تازہ ترین صورتِ حال پر ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ مضمون نگار کے بعض بیانات سے اتفاق ممکن نہیں، اس کا اظہار حواشی میں کر دیا گیا ہے۔ جملہ حواشی ادارے کی جانب سے ہیں۔ مدیر]

وسطی ایشیا [۳] میں اس وقت تقریباً تیس لاکھ سلاف نسل کے لوگ آباد ہیں۔ اُن کا مستقبل کیا ہے؟ کیا وہ وسطی ایشیا کی نوآزاد ریاستوں کے شہری بن جائیں گے؟ یا رشین فیڈریشن مشرق سے آنے والے اپنے ہم نسل لوگوں کی پناہ گاہ ہوگی؟

سابق سوویت یونین کے کسی دوسرے علاقے کی نسبت وسطی ایشیا میں روس مخالف جذبات نسبتاً کم ہیں۔ "قابض روسی" کے الفاظ بعض نوآزاد ریاستوں میں کثرت سے سننے میں آتے ہیں مگر وسطی ایشیا میں سلاف آبادی کو اس نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ وسطی ایشیا کی ریاستوں کے قوانین سلاف اقلیت کے خلاف کوئی امتیاز نہیں برتتے۔ ان ریاستوں کی حدود میں آباد سب ہی لوگوں کو برابر شہریت کا حق حاصل ہے۔ زبان سے متعلق قوانین میں بھی عوام کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ان ریاستوں میں غالب اکثریتی قومیتوں کی زبانوں کو سرکاری زبانوں کا درجہ حاصل ہے مگر اس صورتِ حال میں روسی بولنے والوں کو چنداں تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا، کیوں کہ روسی زبان مختلف نسلوں کے درمیان رابطے کی زبان ہے۔

وسطی ایشیا کی نوآزاد ریاستوں کے رہنما مسلسل یہ امر واضح کر رہے ہیں کہ وہ نہیں چاہتے کہ روسی زبان بولنے والے نقلِ مکانی کر جائیں۔ اس میں واقعتاً کوئی شبہ نہیں کہ یہ رہنما جو کچھ کہہ رہے ہیں، اس میں مخلص ہیں۔ خطّے کی اقتصادی صورتِ حال یہ ہے کہ صنعتی شعبے میں مقامی آبادی اور سلاف آبادی کے درمیان ایک اور تین کی نسبت ہے۔ صنعتی کام زیادہ تر روسی زبان بولنے والوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر یہ لوگ بیک وقت نقلِ مکانی کر لیں تو وسطی ایشیا کی صنعت و حرفت ٹھپ ہو کر رہ جائے گی۔ خطّے کے حکمران ہوں یا اُن کے سیاسی مخالفین، دونوں طبقے اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہیں۔

اس وقت جب کہ تاجکستان خانہ جنگی کا شکار ہے [۴]، موجودہ حکمران اور اُن کے مخالفین دونوں فریق کہہ رہے ہیں کہ وہ سلاف آبادی کے مخالف نہیں۔ گھر کے دروازے پر یہ لکھ دینے سے کہ "یہاں روسی رہائش پذیر ہے" اکثر لوگوں کی جانیں بچ جاتی ہیں۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ کئی مواقع پر سلاف آبادی کے لوگوں کو نقصان برداشت کرنا پڑا ہے مگر یہ انتہا پسندانہ کارروائیاں استثنائی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان

کارروائیوں کی حزبِ اختلاف سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں نے بھی مذمت کی ہے۔

اگرچہ وسطی ایشیا میں ہر جگہ دوستانہ ماحول ہے مگر سلاف نسل سے تعلق رکھنے والے کم ہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے "تاریخی وطن" نہ جانے کے بارے میں سوچا ہوگا۔ گزشتہ چند برسوں میں روس کی جانب نقلِ مکانی کرنے والوں کی تعداد بڑھ کر دس گنا ہو گئی ہے۔ روس کی "فیڈرل مائگریشن سروس" کے صدر جناب اولگا وورو.بیوف کے مطابق اِس بات کا امکان ہے کہ آئندہ رشین فیڈریشن آنے والے لوگوں میں زیادہ تر کا تعلق وسطی ایشیا سے ہوگا۔

پرسترائیکا کے آغاز سے، اور بالخصوص جب سے سوویت یونین ٹکڑے ٹکڑے ہوئی ہے، وسطی ایشیا میں روسی زبان بولنے والے بالکل ایک نئی دُنیا میں رہ رہے ہیں۔ اُنہوں نے وسطی ایشیا کو اپنا گھر خیال کرتے ہوئے یہ تصوّر قائم کر رکھا تھا کہ یہ خطہ روس کا حصّہ ہے جہاں سلاف روایات اور طرزِ زندگی کو کوئی خطرہ نہیں، مگر اُن کا یہ تصوّر اب پارہ پارہ ہوچکا ہے۔ تبدیلیاں جس قدر تیز اور اچانک آرہی ہیں، اسی لحاظ سے روسی بولنے والوں پر پڑنے والے اثرات بڑھ گئے ہیں۔ وسطی ایشیا کے سلاف اب نئی ریاستوں کے شہری ہیں جو شمال کے کثیر قومیتی ملک کی نسبت مسلم دُنیا کے قریب تر ہیں۔

ایک شکایت عام ہے کہ "یہاں مزید نہیں رہا جاسکتا۔ ماضی میں ازبکستان میں رہنے یا روس کے کسی شہر میں قیام پذیر ہونے میں کوئی فرق نہ تھا، لیکن اب پڑوس میں مسجد ہے۔ میں ہر صبح اُس وقت بڑ بھڑا کر اُٹھ بیٹھتا ہوں جب مؤذن مسلمانوں کو نماز کے لیے بلاتا ہے۔ ہم اپنے آپ کو روز بروز اِس ماحول میں اجنبی پا رہے ہیں۔"

تنہائی کے اس احساس میں خوف بھی شامل ہے۔ فرغانہ کے قتل و غارت، سانحۂ اوش اور تاجکستان کی خونیں کشمکش نے روسی بولنے والوں کو وسطی ایشیا میں پریشان کر دیا ہے۔ اُن کی اکثریت سمجھتی ہے کہ وسطی ایشیا میں جمہوری تبدیلیاں ناممکن ہیں اور موجودہ غیر کمیونسٹ حکمرانوں کی جگہ یا تو خونیں کشمکش ہوگی یا "اسلامی مطلق العنانیت" آجائے گی۔

وسطی ایشیا کی مختلف ریاستوں سے نقلِ مکانی کی شرح یکساں نہیں۔ مقامی صورتِ حال کے تحت اِس میں فرق پایا جاتا ہے۔

تاجکستان

خانہ جنگی کے باعث بڑی تعداد میں سلاف آبادی ترکِ سکونت کر کے جاچکی ہے۔ روس کی "فیڈرل مائگریشن سروس" کے اعداد و شمار کے مطابق تاجکستان میں سلاف آبادی تین لاکھ ۸۸ ہزار نفوس پر مشتمل تھی جن میں سے تین لاکھ جا چکے ہیں۔ وسطی ایشیا کی دوسری ریاستوں میں سلاف

باشندوں کو نقلِ مکانی کرتے ہوئے اپنے سماجی اور مادی رتبے کے لحاظ سے کوئی نقصان برداشت نہیں کرنا پڑا مگر تاجکستان میں ایسا نہیں ہو سکا۔ نفرتوں کے درمیان انہیں اپنا سب کچھ چھوڑ کر بھاگنا پڑا ہے۔

کلیاب - لینن آباد کی فتح کے بعد بھی نقلِ مکانی کی شرح میں کمی نہیں آئی۔ اگرچہ بہت سے سلاف لوگوں نے اسلام پسندوں سے اپنی نفرت کا کھلم کھلا اظہار کیا اور وہ "اسلامی- جمہوری" حزبِ اختلاف کی شکست پر خوشی سے پھولے نہ سمائے، تاہم نئے حکمران ان روسی زبان بولنے والوں کو پُر امن فضا مہیا نہ کر سکے جس کی توقع وہ اُن سے لگائے بیٹھے تھے۔

"مائگریشن سوسائٹی" کے ڈپٹی چیئرمین جناب یوری اوگنیف کا کہنا ہے کہ "اس بات کی حقیقتاً زیادہ اہمیت نہیں کہ کون سا گروہ حکمران ہے۔ زیادہ تر سلاف اسلام پسندوں اور جمہوریت دوستوں کے مخالف ہیں مگر کون دعوے سے کہہ سکتا ہے کہ موجودہ حکومت کا تختہ الٹ نہ دیا جائے گا؟ ہم تاجکستان میں مستحکم حکومت کی تمام امیدیں ختم کر چکے ہیں۔ ان دنوں جب کہ دوشنبے میں حالات کافی بہتر ہیں، چھ بجے کے بعد شہر سنسان ہو جاتا ہے۔ لوگ اپنے گھروں سے باہر آنے سے خوف کھاتے ہیں۔ زیادہ تر سلاف آبادی جا چکی ہے اور اگر وہ واپس آنا چاہے تو اس میں سے بہت کم لوگ اپنے فلیٹ واپس لے سکیں گے۔ اگرچہ انہوں نے اپنی رہائشی رجسٹریشن منسوخ نہیں کرائی اور از روئے قانون وہ حسبِ سابق اپنے مکانات کے مالک ہیں، مگر اُن کے جاتے ہی مقامی بارسوخ افراد نے خالی شدہ مکانات اپنے حامیوں کو دینے شروع کر دیے تھے۔ اس صورتِ حال کو قانونی شکل دینے کے لیے نئے مالکانِ مکان کو ووچر جاری کیے جا رہے ہیں۔ تاجکستان کی صنعت چونکہ روسی بولنے والوں کے دم قدم سے چل رہی تھی، بڑے پیمانے پر اُن کی نقلِ مکانی کے اثرات جلد ہی محسوس ہونے لگیں گے۔ ترسون زادے کا ایلومینیم پلانٹ، وخش کی معدنی دولت اور نائٹروجنی کھاد کے کارخانے اور نیوریک کا پن بجلی گھر بند ہونے کے قریب ہیں ---"

ازبکستان

روس کی "فیڈرل مائگریشن سروس" کی رپورٹ ہے کہ ۱۹۹۲ء میں ازبکستان سے پانچ فیصد روسی زبان بولنے والوں نے نقلِ مکانی کی ہے۔ ازبکستان کی سلاف آبادی نے تاجکستان میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات پر شدید ردِ عمل کا اظہار کیا ہے۔ یہ دونوں ریاستیں روایات اور ثقافت کے حوالے سے ایک دوسرے کے سب سے زیادہ قریب ہیں، اور اِن ہی ریاستوں میں آبادی کے بڑے حصے کے لیے "اسلام" طرزِ زندگی ثابت ہوا ہے۔ کرغیزستان میں، جس کی آبادی خانہ بدوش ہوا کرتی تھی، اور

ترکمنستان میں مذہب نے زندگی کی محض بیرونی سطح کو چھوا ہے۔ ان ریاستوں میں مذہب کا تصوّر زیادہ تر مراسم کی ادائیگی تک محدود ہے۔ ازبکستان میں اسلامی حزبِ مخالف کافی مضبوط ہے، وادی فرغانہ میں ایران کے "اسلامی انقلاب کے پاسداروں" کی طرز پر منظّم یونٹوں نے شرعی قوانین نافذ کرتے ہوئے جرائم کی روک تھام کے لیے کارروائی کی ہے۔

اِس صورتِ حال میں یہ فطری امر ہے کہ ازبکستان کی سلاف آبادی خوف زدہ ہے کہ کہیں ازبکستان میں تاجکستان جیسی صورتِ حال پیدا نہ ہو جائے۔

کرغیزستان

۱۹۹۲ء میں کرغیزستان سے سلاف آبادی کی نقل مکانی کی شرح ازبکستان جیسی یعنی پانچ فیصد رہی۔ کرغیزستان کی سلاف آبادی کو اُس طرح خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں جس طرح اُن کے بھائی بند ہمسایہ ریاستوں میں ہیں۔ کرغیزستان میں تاجکستان کے منظر نامے کے دہرائے جانے کا کوئی زیادہ امکان نہیں ہے۔

کرغیزستان میں سلاف آبادی، وسطی ایشیا کی دوسری ریاستوں کی نسبت تین گنا (یعنی ۳۰ فیصد) ہے۔[5] صرف کرغیزستان میں سلاف آبادی کا بڑا حصہ زراعت سے منسلک ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ اِس صورتِ حال سے انہیں کافی مطمئن ہونا چاہیے مگر زندگی ہمیشہ نظریات اور خیالات کے مطابق نہیں رہتی۔

اب کرغیزستان میں مختلف نسلی گروہوں کے درمیان تناؤ دوسرے خطّوں سے زیادہ نمایاں ہے۔ اِس کا سبب یہ ہے کہ ماضی میں خانہ بدوش کرغیز زیادہ تر پہاڑی علاقے میں رہتے تھے اور جس "قومیت" کے نام پر جمہوریہ کو کرغیزستان کہا جاتا ہے، وہ جمہوریہ کے زرخیز ترین علاقوں میں اقلیّت میں رہی ہے۔ کرغیز آبادی کا معیارِ زندگی سب سے زیادہ پست ہے۔ زرعی وسائل سے محرومی اور پست معیارِ زندگی کرغیز آبادی کو مجبور کر سکتا ہے کہ وہ صورتِ حال کی تبدیلی کے لیے کوشاں ہو اور یوں نسلی ٹکراؤ بڑھتا ہی چلا جائے۔

نسلی تعلقات کے حوالے سے جو فضا ہے، یہ معاشی بحران (جس کی جڑیں بہت گہری ہیں) کی وجہ سے مزید خراب تر ہو رہی ہے۔ کرغیزستان کا معاشی بحران وسطی ایشیا کی دوسری ریاستوں سے کہیں زیادہ خراب تر ہے۔ اگرچہ ازبکستان اور کرغیزستان میں اوسط اجرتیں تقریباً برابر ہیں مگر بشکیک کی نسبت تاشقند میں اشیائے خورد و نوش کی قیمتیں نمایاں طور پر بہت کم ہیں۔

ترکمنستان

گزشتہ سال ترکمنستان میں نقلِ مکانی کی شرح چار فیصد رہی ہے۔ فی الوقت یہ وسطی ایشیا کی سب سے زیادہ مستحکم ریاست ہے۔ یہاں کی سلاف آبادی اچانک بے سبب بغاوتوں اور بدامنی سے ناآشنا ہے۔ مزید براں ترکمنستان میں زندگی روس کی نسبت زیادہ خوشحال اور پُرامن ہے۔ اس بہتر صورتِ حال کے باوجود سلاف اپنے آپ کو "غیر ملکی" سمجھتے ہیں اور نقلِ مکانی کے لیے تیار ہیں۔ اگرچہ اُن کی مشکلات اور مصائب ایسے نہیں جیسے دوسری ریاستوں کی سلاف آبادی کو درپیش ہیں۔

وسطی ایشیا سے اُٹھنے والی نقلِ مکانی کی لہر اس وجہ سے وقتی طور پر رُک گئی ہے کہ آنے والوں کو روس (رشین فیڈریشن) میں اپنے قیام میں بے پناہ مشکلات کا سامنا ہے۔ تاجکستان کی ہمسایہ ریاستوں میں نسبتاً استحکام نے سلاف آبادی کے افراد کو موقع فراہم کیا ہے کہ وہ اُس وقت تک نقلِ مکانی نہ کریں جب تک روس میں اُن کی رہائش اور ملازمت کا پورے طور پر انتظام نہ ہو جائے، تاہم حالات کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اگر صورتِ حال مستحکم ہو جاتی ہے تو بھی نقلِ مکانی کا عمل جاری رہے گا اور زیادہ تر سلاف آبادی جلد یا بدیر "پُراسرار مشرق" چھوڑ دے گی۔

حواشی

۱۔ عرب مؤرخین نے سلاف نسل کو اپنی تحریروں میں "صقالبہ" کا نام دیا ہے۔

۲۔ آباد شاہ پوری، ترکستان میں مسلم مزاحمت، اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز (بار دوم: ۱۹۸۶ء)، ص ۱۹

۳۔ مضمون نگار نے "وسطی ایشیا" میں صرف سابق سوویت یونین کی چار مسلم ریاستوں --- تاجکستان، ازبکستان، کرغیزستان اور ترکمنستان کو شامل کیا ہے۔ ان کی ہمسایہ ریاست قازقستان کو جس کی اکثریتی آبادی مسلم ہے، وسطی ایشیا میں شامل نہیں کیا۔ روسی اہلِ قلم اِن پانچ ریاستوں پر مشتمل خطّے کو "وسطی ایشیا اور قازقستان" کا نام دیتے رہے ہیں۔

۴۔ مضمون نگار نے رشین فیڈریشن کے زیرِ انتظام روسی فوج کے کردار کو نظرانداز کر دیا ہے۔

۵۔ کرغیزستان میں سلاف آبادی تیس فیصد نہیں بلکہ اِس کی دوتہائی یعنی ۲۱٫۵ فیصد ہے۔

★